GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Najamuddin Ahmed: Personality and Literary Achievements

نجم الدین احمد: شخصیت اور ادبی کارنامے

Dr. Saima Iqbal
Anam Shehzadi
Iqra Shehzadi
Assistant Professor department Urdu, Govt. College University Faisalabad
M.Phil Scholar department Urdu, Govt. College University Faisalabad
M.Phil Scholar, department Urdu, Govt. College University Faisalabad

Abstract

Najamuddin Ahmed is a well-known fiction writer, novelist and translated poet of Pakistan. He belongs to Bahawalnagar. He was born on 2 June 1971 in Bahawalnagar and studied there and did his MA in English Literature. Since September 1993, he has been employed in the Department of Finance, Punjab. So far, a total of thirteen of his books have appeared, eight of which are translations. Apart from this, books include three novels Madfan, Khoj and Saheem and two fiction collections, Ao Bhai Khalain and Farar and other fictions. Najamuddin is one of those writers who, instead of desiring baseless false fame, believe in raising the quality of their works to such an extent that the reader will automatically be captivated by their charm, which is seen by the bitter realities of the times. They believe in facing it instead of stealing it. He has always tried to raise the standard of literature; his efforts are a capital for Urdu literature. Najamuddin is a dynamic writer who should be emulated. Along with his fiction writing, his translations are also appreciated and these translations are also in Urdu. They continue to adorn the pages of newspapers. Along with fiction writing, he also mastered certain critical styles.

Key words: Najamuddin Ahmed, fiction writer, novelist, translated poet, novels Madfan, Khoj and Saheem, Ao Bhai Khalain and Farar.

خاندانی پس منظر:

کسی بھی علمی وادبی شخصیت کا خاندانی اور ذاتی پسِ منظر اُس کی ادبی تخلیقات کی تشریح و تفہیم میں مددگار ہوتا ہے۔ وراثتی خصوصیات کے ساتھ خاندانی ماحول، گھریلو زندگی اور سب سے بڑھ کر ذاتی تجربات، کیفیات اور احوال تخلیق کار کی زندگی، اس کی ذہنی ساخت اور جذباتی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

نجم الدین احمد کا تعلق سید ہاشمی گھرانے سے ہے۔ ان کا خاندان بھارت کے ضلع ''حصار'' سے ہجرت کر کے پاکستان آیا اور یہاں ابتداء میں مختلف شہروں میں عارضی طور پر قیام کیا۔ پنجاب کے مختلف اضلاع ساہیوال، جھنگ اور مظفر آباد میں قیام کے بعد یہ خاندان بہاول نگر پہنچا اور مستقل طور پر یہاں سکونت اختیار کی۔ نجم الدین احمد کے والد کا نام ''بدر الدین احمد'' ہے۔ وہ طبابت کے پیشے سے وابستہ تھے اور والدہ کا نام ''صدیقن بی بی'' ہے جو گھریلو خاتون ہیں۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

نجم الدین احمد اپنے خاندان کے بارے میں بتاتے ہیں:

"میرے والد بدر الدین احمد اپنے زمانے کے ایک مشہور حکیم تھے اور اپنے زمانے میں ان کی حکمت کا خوب چرچا تھا۔ ان کی حکمت کی وجہ سے لوگ انھیں جانتے تھے اور ان کے قلمی نسخے آج بھی میرے پاس موجود ہیں۔" ()

نجم الدین احمد کے ماموں رشید احمد جیلانی سلسلہ قادریہ اویسیہ سے منسلک ہیں اور بہاول نگر میں اس سلسلہ میں بحیثیت خلیفہ خدمت کرتے ہیں اور "دار السالکین" نامی روحانی ادارہ بھی چلا رہے ہیں۔ اس ادارے میں نا صرف قرآن پاک بلکہ دینی اور روحانی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ہفتہ وار ذکر خفی کی مجالس کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔ والد گرامی کی وفات کے وقت نجم الدین احمد تیسری جماعت کے طالب علم تھے اور تب ان کی عمر سات برس تھی۔ اپنی کفالت کے بارے میں بتاتے ہیں:

"والد کی وفات کے بعد میری اور میرے خاندان کے دیگر افراد کی کفالت میرے بڑے بھائی امیر الدین احمد نے اور دوسرے بڑے بھائی حفیظ الدین احمد نے کی۔ سب سے بڑے بھائی فضل الحق بدر جوانی میں ہی کراچی منتقل ہو گئے تھے۔" ()

نجم الدین احمد کے خاندان کو علم و ادب سے گہرا لگاؤ ہے۔ بڑے بھائی فضل الحق بدر جو کراچی میں ہیں ان کے بیٹے صابر علی ہاشمی کا تعلق بھی ادب سے ہے وہ نہ صرف افسانہ نویس اور ناول نگار ہیں بلکہ کراچی سے اپنا ماہ نامہ "رابطہ" نکالتے رہے ہیں۔ دوسرے بڑے بھائی امیر الدین احمد کا ذاتی کاروبار تھا جو چند سال قبل وفات پا گئے ہیں۔ ان کے مطابق:

"میرے علم کے مطابق ماضی قریب کی پچھلی نسلوں میں تو ادبی منظر نامے میں مجھے اپنے شجرہ نسب میں ایسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی جس نے ادب تخلیق کیا ہو؛ ماضی بعید کا—— جو تاریکی میں ہے—— مجھے علم نہیں۔ اِس لیے زمانۂ حال میں تو فردِ واحد ہی سمجھ لیجیے۔ البتّہ، کراچی میں میرے بھتیجے صابر علی ہاشمی کا ادب سے لگاؤ ہے اور وہ وہاں سے ایک ماہنامہ ادبی جریدہ "رابطہ" کے نام سے نکال رہے ہیں لیکن ادبی منظر نامے میں اُن کا نام مقام—— مجھے لگتا ہے—— دھندلایا ہُوا ہے حالاں کہ وہ ایک طویل عرصے سے ادب سے منسلک ہیں اور مختلف ڈائجسٹوں میں اُن کی کہانیاں شائع بھی ہوتی رہتی ہیں۔" ()

نجم الدین احمد کے ایک بھائی حفیظ الدین احمد لاہور میں قیام پذیر ہیں اور وہاں پر بطور منیجر نیشنل بینک فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ چوتھے بھائی عزیز الدین احمد المعروف "عزیز بدر" محکمہ تعلیم سے وابستہ ہیں اور ایم فل اردو کر چکے ہیں۔ نجم الدین احمد اپنے خاندان کے علمی و ادبی رجحان کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اگر میرے خاندان کی تعلیم کی بات کریں تو ماشاءاللہ سب پڑھے لکھے ہیں۔ ہم سب بھائی پڑھے لکھے اور ادب سے گہرا لگاؤ رکھنے والے ہیں،" ()

ولادت:

نجم الدین احمد ۲ جون ۱۹۷۱ء کو محلہ شہزاد نگر بہاول نگر میں پیدا ہوئے ان سے بڑے چار بھائی اور تین بہنیں تھیں۔ ان کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ہی والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔ اس لیے ان کے بڑے بھائیوں نے ان کی کفالت محبت اور شفقت سے کی۔ نجم الدین احمد کا بچپن شاندار گزرا۔ گھر میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے سارے گھر والے بہت پیار کرتے تھے۔ اپنے بچپن کے بارے میں نجم الدین احمد بتاتے ہیں:

"میرا بچپن شرارتوں سے بھرپور گزرا۔ مجھے کھیلنے کودنے کی مکمل آزادی تھی۔ جلدی سے سکول کا کام کر کے باہر کھیلنے چلا جاتا تھا۔" ()

بچپن کا ماحول:

اپنے بچپن کے بارے میں وہ کہتے ہیں:

میری پرورش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جو اگرچہ مالی و معاشی لحاظ سے کچھ زیادہ خُوش حال نہیں تھا تو بہت زیادہ بدحال بھی نہیں تھا کہ روٹی کے لالے پڑے ہوتے۔ بچّوں کو مقدور بھر تعلیم کے زیور سے آراستہ بھی کیا جاتا تھا۔ اِس لحاظ سے علمی و ادبی گھرانا کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ کوئی شاعر اور ادیب تو نہیں تھا لیکن مطالعے کا شوق رکھنے والے اہلِ خانہ کی

تعداد نسبتاً زیادہ تھی جس کی وجہ سے گھر میں کئی جرائد ورسائل وافر دستیاب تھے۔ جہاں تک پسند کا تعلق ہے تو آج میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مطالعے کے لیے کتب کا دستیاب ہونا سب سے زیادہ پسندیدہ پہلو ہو سکتا ہے۔ اختلاف شاید کسی پہلو سے نہیں تھا کہ ہم سب — یا کم از کم میں تو لازماً — اپنی حدود و قیود سے بخوبی آگاہ تھے۔()

تعلیم:

نجم الدین احمد اپنے سکول کا کام سکول میں ہی خالی پیریڈ یا وقفہ کے دوران مکمل کر لیتے تھے تا کہ گھر آ کر کھیل کود کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے۔ لیکن بچپن میں دیگر ہم جماعتوں سے ایک بات مختلف تھی کہ انھیں قصے کہانیاں پڑھنے کا شوق تھا اس لیے انھیں مطالعہ کی عادت لگ گئی تھی۔

نجم الدین احمد نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول عزیز ملت بہاول نگر سے حاصل کی۔ ساتویں جماعت کے بعد حصول تعلیم کی غرض سے ہارون آباد چلے گئے اور وہاں ایک سال پڑھنے کے بعد واپس بہاول نگر آ گئے۔ نویں جماعت کے لیے گورنمنٹ کمپری ہینسو سکول بہاول نگر میں داخلہ لیا اور یہیں سے ۱۹۸۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ نجم الدین احمد بتاتے ہیں:

”میٹرک کے دوران میں مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ میں نے اس دوران میں بہت محنت کی اور میٹرک کے امتحان میں سکول میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔“()

میٹرک پاس کرنے کے بعد نجم الدین احمد نے گورنمنٹ کالج بہاول نگر میں ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) میں داخلہ لیا اور ۱۹۸۹ء میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد نجم الدین احمد نے بی اے کا امتحان بطور پرائیویٹ امیدوار پاس کیا۔ اسی دوران نجم الدین احمد نے ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت اختیار کر لی اور کچھ عرصہ بعد انھوں نے ایم اے انگریزی کا امتحان ۱۹۹۵ء میں بطور پرائیویٹ امیدوار پاس کیا۔ وہ ایک انٹرویو میں کہتے ہیں:

”خاندان کے افراد کی اکثریت اپنے زمانے کی اعلیٰ تعلیم یافتہ پر مشتمل تھی۔ گھر میں ہمہ نوع جرائد ورسائل آتے تھے۔ جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے، میں نے جب کسی ڈائجسٹ میں سے پہلی کہانی پڑھی تھی تو میں چوتھی جماعت کا متعلّم تھا۔ مطالعہ کا شوق جنون بن گیا۔“()

روزگار:

نجم الدین احمد گورنمنٹ ملازم ہیں اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ بہاول نگر میں اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

شادی اور اولاد:

نجم الدین احمد کی شادی ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک ان کی پھوپھی زاد کی بیٹی یاسمین اسلم سے ہوئی۔ ان کی اہلیہ نے شادی کے بعد نام تبدیل نہیں کیا بلکہ اسی نام یاسمین اسلم سے پکاری جاتی ہیں۔ یاسمین اسلم ایک تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ انھوں نے ایم اے تاریخ کیا ہوا ہے اور وہ ایک گھریلو خاتون کے طور پر زندگی گزار رہی ہیں۔ اپنی شادی کے بارے میں نجم الدین احمد بتاتے ہیں:

”میری شادی میری مرضی سے ہوئی اور اس میں اہم بات یہ بھی ہے کہ گھر والے بھی راضی تھے۔ گویا اسے ارینج لو میرج کہا جا سکتا ہے۔“()

اولاد:

نجم الدین احمد کے ہاں تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ بیٹی صباحت یاسمین سب سے بڑی ہے۔ بیٹوں میں حسنین نجم، محمد حسان نجم اور حسن نجم ہیں۔ بڑا بیٹا حسنین نجم ۱۹ جون ۲۰۱۰ء کو وفات پا گیا ہے۔ اس کی وفات نے نجم الدین احمد اور ان کی اہلیہ پر گہرے اثرات چھوڑے۔ حسنین نجم کا ذکر وہ اپنے افسانوی مجموعے میں بھی کرتے ہیں۔ ان کے افسانوی مجموعہ کا انتساب ”آؤ بھائی کھیلیں“ اسی کے نام سے ہے اور اس میں بار بار وہ اس کا ذکر کرتے نظر آتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

شخصیت:

نجم الدین احمد سانولی رنگت، تیکھے نقوش، رعب دار چہرے پر درمیانی مونچھوں اور درمیانے قد کے ایک صحت مند جوان ہیں۔ ان کے چہرے پر ہر وقت سنجیدگی کے آثار نمایاں رہتے ہیں لیکن جب وہ دوستوں سے محو گفتگو ہوتے ہیں تو ہمیشہ پوری توجہ دیتے ہیں۔ اس بارے میں وہ بتاتے ہیں:

''میں جب دوستوں میں ہوتا ہوں تو بہت زیادہ خوشی محسوس کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں سب سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آؤں۔'' ()

اخلاق و اطوار

نجم الدین احمد بہت اگرچہ مروج مذہبی رویوں کے بہت پابند نہیں ہیں تاہم وہ انتہائی با اخلاق انسان ہیں۔ مزاج کے تیز ہیں مگر اپنے دوستوں اور عزیز و اقارب کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ معروف ناول نگار خالد فتح، محمد نجم الدین احمد کی شخصیت کے بارے میں کہتے ہیں:

''نجم ایک ہنس مکھ بندہ ہے جو صرف باہر سے ہی نہیں مسکراتا اس کا باطن بھی مسکراہٹوں کا ذخیرہ ہے۔ وہ ایک حساس اور محبت سے بھرا ہوا دوست ہے۔ جو سرکاری، گھریلو اور سماجی ذمے داریاں خود کو آزمائش میں ڈال کر پوری کیے جا رہا ہے۔ کہیں بھی کوئی بھی کمی نہیں چھوڑتا۔ مجھے اس کا دوست ہونے پر فخر ہے۔'' ()

نجم الدین احمد فارغ وقت میں صرف کتابیں پڑھتے ہیں۔ وہ اپنا زیادہ وقت یا تو دفتر میں گزارتے ہیں یا دفتر کے بعد فارغ وقت میں گھر والوں کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ انھیں کرکٹ دیکھنے کا بھی شوق ہے۔ بچپن میں خود بھی کرکٹ کھیلتے رہے ہیں۔ کھیلوں سے اپنی دلچسپی کے بارے میں وہ بتاتے ہیں:

''زمانہ طالب علمی میں اپنے محلے کی کرکٹ ٹیم کا کپتان ہوا کرتا تھا مگر اب میچ کھیلتا تو نہیں دیکھتا ضرور ہوں۔'' ()

لباس اور خوراک:

نجم الدین احمد سادہ انسان ہیں اور سادگی سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نجم الدین احمد لباس میں شلوار قمیض کو بہت اہمیت دیتے ہیں تاہم محفل کی نوعیت کے مطابق پینٹ کوٹ بھی پہن لیتے ہیں۔ جس طرح لباس ہر شخص کی انفرادی پسند ہوتا ہے اسی طرح کھانے پینے میں بھی ہر انسان اپنی پسند رکھتا۔ نجم الدین اس حوالے سے ذرا مختلف ہیں چونکہ یہ نہایت سادہ انسان ہیں تو کھانے میں بھی سادگی سے کام لیتے ہیں۔ اس بارے میں وہ کہتے ہیں:

''کھانے میں پسند ناپسند سے کام نہیں لیتا جو مل جائے خوشی سے کھاتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔'' ()

اعزازات:

''آؤ بھائی کھیلیں'' پر پاکستان رائٹرز گلڈ ایوارڈ

''نوبل انعام یافتہ ادیبوں کی منتخب کہانیاں'' پر UBL ایوارڈ

ناول ''کھوج'' UBL ایوارڈ کے لیے شارٹ لسٹ ہوا۔

پسندیدہ شاعر:

نجم الدین احمد افسانوی نثر کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ انھوں نے بہت سارے شعرا کو پڑھا ہے مگر وہ سب سے زیادہ ناصر کاظمی اور میرا جی کو پسند کرتے ہیں۔ پسندیدہ شاعر کے حوالے سے کیے گئے استفسار کے جواب میں انھوں نے بتایا:

''ویسے تو کافی سارے شعرا پڑھ چکا ہوں مگر میرے پسندیدہ شعراء میرا جی اور ناصر کاظمی ہیں۔'' ()

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

پہلے فن پارے کی اشاعت:

''بیسویں صدی کی آخری دہائی کے آغاز میں چھوٹی چھوٹی چیزیں، مثلاً نظمیں یا کہانیاں یا مضامین، لکھنے سے آغاز ہُوا جن کا قاری بھی عام طور پر خود ہی ہوتا اور پھر خود ہی رد کر کے ردّی کی ٹوکری کی نذر کر دیتا تھا۔ لیکن باقاعدہ طور پر اِسی دہائی کے آخری دو تین سالوں میں لکھنے اور مختلف ادبی جرائد میں شائع کروانے کا آغاز ہُوا۔ شروع میں نظموں کی طرف رجحان رہا لیکن پھر افسانوی ادب کی سمت متوجہ ہُوا، شاید اِس کی وجہ یہ بھی ہو کہ زیادہ مطالعہ ہی ادب کی اِس صنف کا تھا اور اِس میں آمد زیادہ ہوتی تھی۔ پہلی نظم تو اب یاد نہیں کہ کس ادبی جریدے میں شائع ہُوئی تھی تاہم پہلا افسانہ ''خبر'' کے عنوان سے تھا جو ''ادبِ لطیف'' میں اشاعت پذیر ہُوا تھا۔''()

لکھنے کا طریقہ:

''میں نے عرض کیا نا کہ افسانہ نویس پر افسانہ اپنی مکمل شکل میں نزول کرتا ہے یا کم از کم میرے ساتھ یہی ہوتا ہے: اپنی مکمل جزئیات کے ساتھ، اوّل تا آخر۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو میں افسانے کے مکمل نازل ہونے کا انتظار کرتے ہُوئے اُس پر متواتر سوچ بچار کرتا رہتا ہُوں۔ ہر پہلو سے غور و خوض اور لکھ چکنے کے بعد کڑی تنقیدی نگاہ سے نظرِ ثانی کے بغیر محض تخیل کے سہارے تو معیاری افسانے کی تخلیق میرے نزدیک محض دیوانے کا خواب ہے۔ کسی معروف ادیب نے ـــــ اب مجھے نام یاد نہیں آ رہا کہا تھا ـــــ کہ اصل خیال محض دس فی صد ہوتا ہے تو نوّے فی صد بڑھئی کا کام کرنا پڑتا ہے۔ تو جب مجھے لگتا ہے کہ اب واضح اور صریح شکل ہے تو لکھتا ہُوں۔ عام طور پر، افسانے کو ایک یا زیادہ سے زیادہ دو تین نشستوں میں ہی ختم کرتا ہُوں۔ چند دِن کے لیے رکھ چھوڑتا ہُوں تا کہ اُس کے سحر سے نکلوں۔ پھر آزاد ہو کر اُسے کسی اَور کا افسانہ سمجھ کر سخت تنقیدی نگاہ سے نظرِ ثانی، اکثر اوقات کئی بار، کرتا ہُوں۔ یہ امر بھی بعید از قیاس نہیں اور میرے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ افسانہ لکھنے کے دوران خود ہی ڈھلتا جاتا ہے اور اپنے نزول سے ایک الگ صُورت اختیار کر جاتا ہے، مجھے اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔ کئی افسانوں میں ایسا ہُوا۔ آغاز، وسط اور انجام تک تبدیل ہو گئے البتّہ مرکزی موضوع سے آج تک تو انحراف کی صُورتِ حال سامنے نہیں آئی۔ مستقبل کا حال عالم الغیب کو پتا ہے۔''()

ادبی سرگرمیاں اور تصانیف

نجم الدین احمد کی شاعری:

نجم الدین احمد نے اپنے ادبی سفر کا آغاز ۲۰۰۰ء سے چھوٹی چھوٹی آزاد اور نثری نظموں سے کیا۔ ان کی نظمیں موقر رسائل و جرائد جیسے کہ ''ادبیات'' اسلام آباد، ''ادبِ لطیف'' لاہور، ''ماہِ نو'' لاہور، ''آفاق'' راولپنڈی، ''صریرِ ادب'' بورے والا، سہ ماہی ''ابلاغ'' پشاور میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

نجم الدین احمد نے چند غزلیں بھی کہی ہیں۔ ان کی ایک غزل پیش خدمت ہے:

بیت چلی ہے رات

ہے پر بات آدھی

کیسی بازی تھی

دونوں ہی کو مات

بکھری قوس چہرے پر

آنکھوں میں رنگ سات

عاشق کہے خود کو

کیا بھنورے کی ذات

تتلی کے آسن پر

صید لگائے گھات

بس اتنا بسرام

ٹوٹ چکا ہے پات

خواہش ملے دوام

عمر ہے بے ثبات()

نجم الدین احمد انتہائی حساس ادیب ہیں جو ارد گرد کے ماحول سے تحریک لیتے ہیں۔ معاشرے میں ہونے والے ظلم و جبر، استحصال اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو محسوس کرتے اور ان کے خلاف آواز حق بلند کرتے ہیں۔ ان کی ایک نظم "کشمیر" ملاحظہ فرمائیں:

"کشمیر"

برف کے بدن کو

شعلوں کا کفن

پہنا رہے ہو

برفاب لہجے سے

مردہ بدنوں کے جمے خون کو

جذبات کا جوش دلا رہے ہو

بے گناہ سروں کو

فضا میں اچھالتے رہو

مجبور اور بے کس عورتوں کے سروں سے

عصمت کی چادریں اتارتے رہو

اب کی بار

بہار کے موسم میں

فصل گلاب خونیں رنگ ہو

چمپا اور چنبیلی کی عظمتیں تاتار ہوں

اور تم۔۔۔ تمھیں کب ہوش آئے گا؟

تمہاری غیرت کو کب جوش آئے گا؟

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

جب چادریں تاتار ہو چکی ہوں گی

تمہارے نام کی

پرچی ڈالنے والے

سارے ہاتھ کٹ چکے ہوں گے !()

نجم الدین احمد کی ناول نگاری:

۲۰۰۵ء کے بعد نجم الدین احمد نے شاعری ترک کر کے افسانوی نثر کو اپنایا اور نثر میں انھوں نے افسانہ اور ناول کے ذریعے اپنے خیالات و تصورات کو پیش کرنا شروع کیا اور ان اصناف کی وجہ سے ہی شہرت پائی۔ نجم الدین احمد نے ایک استفسار کے دوران بتایا:

"شاعری میں نے ۲۰۰۵ء میں ترک کر دی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شاعری میں بہت سے موضوعات کو بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ شاعری میں مافی الضمیر کو کھل کر بیان نہیں کیا جاسکتا، اس لیے میں نے نثر میں قلم اٹھایا۔()

مدفن:

نجم الدین احمد نے نثر کا آغاز "ناول" سے کیا۔ ان کا پہلا ناول "مدفن" ہے جو ۲۰۰۷ء میں مکمل ہوا اور بک ہوم لاہور سے شائع ہوا۔

"مدفن" اسد اور نازیہ کے تعلق کا ایک پر پیچ قصہ ہے جس میں دونوں ایک دوسرے کی خوشنُودی حاصل کرنے کے لیے ایسی نفسیاتی اُلجھنوں میں پڑ جاتے ہیں جو اُنھیں مسلسل گرداب میں ڈالے رکھتی ہے اور جن کا حل ماہرین کے پاس بھی نہیں۔

علی حیدر ملک اپنے ایک مضمون میں نجم الدین احمد کے فن کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فکشن نگار لکھنے کا آغاز افسانہ نگاری سے کرتے ہیں اور بعد میں ناول نگاری کی طرف آتے ہیں لیکن نجم الدین احمد نے پہلے ناول لکھا بعد میں افسانہ نگاری کی طرف آئے۔ 'مدفن' کی اشاعت کے بعد ان کا افسانوی مجموعہ 'آؤ بھائی کھیلیں' منظر عام پر آیا۔"()

ایک نفسیاتی ناول ہے جس میں نازیہ ایسا رویہ اپنا لیتی ہے جو اُس کے معمول کا حصہ نہیں تھا اور جو اسد کے لیے پریشانی کا باعث تھا اور اسد کا رویہ نازیہ کے لیے۔

اِس ناول میں انسانی رویے کے ایسے پہلو کو سامنے لایا گیا ہے جو تقریباً ہر گھر کے عقبی صحن کا قصہ ہے۔ یہ نجم کا پہلا ناول ہے، اور ہر پہلے ناول میں کچھ نہ کچھ ایسا ہوتا ہے جس کا محرک ناتجربہ کاری ہوتی ہے، لیکن اِس ناول میں ناتجربہ کار ناول نگار کی فنی صلاحیتیں پختہ کاری کی نشان دہی کرتی ہیں۔

اُنھوں نے ایک ذہنی مریض کی تمام کیفیات تفصیل سے بیان کی ہیں۔ اتنی باریکی سے جس طرح موبی ڈک میں جہاز سازی کا بیان کیا گیا ہے۔ ناول کی خواندگی میں عام قاری کے لیے بیش تر چیزیں نئی ہیں لیکن نجم نے اُنھیں اتنی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ سب کچھ نظر کے سامنے ہوتا محسوس ہوتا ہے اور پھر جس باریکی سے نازیہ کی بیماری کی وجہ کھولی گئی ہے، وہ ہنروری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

جس طرح رنگ تصویر کے، سُر دُھن کے لازمی حصے ہوتے ہیں، اِسی طرح زبان فکشن کو شکل دیتی ہے۔ زبان کا موضوع کی مناسبت سے ہونا ضروری ہے؛ امریکی ادیبوں ولیم فاکنر اور جان سٹائین۔ بیک کی زبان کے عالمی ادب پر اَن مِٹ نشان ہیں جس کی وجہ اُن کی کہانیوں کی پیشکش کے ساتھ اُن کی زبان کا برتاؤ بھی ہے۔

قراۃ العین حیدر کے ہاں زبان کہانی سے بھی مؤثر پہلو ہے اور کچھ ایسا ہی عبد اللہ حسین کے ہاں ہے، لیکن اُن کی زبان قراۃ العین سے مختلف لیکن اُتنی ہی مؤثر ہے۔ اُنھوں نے زبان کو اپنے استعمال کے لیے پابندیاں بھی توڑی ہی۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اِس توڑ پھوڑ کا آغاز جیمس جوائس، James Joyce سے ہوا تھا۔ نجم کے ہاں زبان کے تجربات تو نہیں ہوئے، لیکن اُن کی زبان فکشن کی زبان ہے۔ فکشن کی زبان تنقید، تبصروں اور کالموں میں لکھی جانے والی زبان سے مختلف ہوتی ہے؛ اِس میں بیان کی جانے والی کہانی کا در دیا رَس ہوتا ہے۔

بعض فکشن نگار اپنی زبان میں فکشن کا پہلو لانے میں کامیاب نہیں ہوتے اور اُن کے ہاں خواندگی نہیں ہوتی۔ نجم کے ناول خود کو پڑھوانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اُن کے ہاں فکشن کی زبان کا ہر پہلو موجود ہے اور جہاں تجربہ کرنے کی ضرورت ہو، اُنھیں کسی قسم کی جھجک نہیں ہوتی۔

قصہ تب تک مؤثر نہیں ہوتا جب تک اُسے مؤثر انداز میں پیش نہ کیا جائے۔ بات کرنے کا ڈھنگ ہی بات کو بدل دیتا ہے۔ اے حمید کا ناول منزل منزل خطوط پر مبنی ہے، ایسے ہی کرشن چندر کا طویل افسانہ جو ایک مختصر ناول بھی ہے، خطوط کے ذریعے لکھا گیا ہے، انور سجاد کے خوشیوں کے باغ میں کہانی بیان کرنے کا اپنا ڈھنگ ہے۔

قراۃ العین حیدر کے ناول گردشِ رنگ چمن میں بھی پیشکش کے چند تجربات ہیں۔ نجم نے اپنے تینوں ناولوں میں قصہ کہنے کی تین مختلف تکنیکیں استعمال کی ہیں۔

مدفن میں کہانی کے تین حصے ہیں اور وہ متوازی آگے بڑھتی ہے، چوڑے محاذ پر پیش قدمی کرتی فوج کی طرح، جب کہ کھوج میں ایسا نہیں ہے اور کہانی سیدھے خطوط پر چلتی ہے، ایک دراڑ ڈالتے ہوئے اور ہر قدم پر قاری ایک نئے تجربے میں سے گزرتے ہیں۔

کھوج:

نجم الدین احمد کا دوسرا ناول ''کھوج'' ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا۔ اس ناول کی کہانی ایک لوک داستان پر مبنی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک تخیلاتی کہانی ہے۔

''کھوج'' کا شہزاد اساطیری شخصیت سسی کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہ اُن سنی ہوئی کہانیوں کے ردِ عمل کا نتیجہ ہے جو وہ بچپن سے سنتا آیا ہے۔ ایک عام آدمی کے لیے سسی پنوں ایک عوامی روایت ہے، جسے شہزاد درست تسلیم کر لیتا ہے۔ وہ سسی کو ڈھونڈنے نکل پڑتا ہے، ایک ایسا کام جس کے آغاز میں ہی ناکامی ہے، لیکن شہزاد اپنی سوچ میں زندگی تک قربان کرنے کو تیار تھا۔ نجم کا ناول کھوج ایک ایپک نہیں۔ اِس کی کہانی واضح اور اپنی بصیرت، تصور اور پیشکش کی وجہ سے منفرد ہے، ہمارے ناول، سوائے ایپک اور چند تجرباتی ناولوں کے ایک ہی ڈگر پر چلتے رہے ہیں اور کھوج میں ایک ایسی تلاش ہے جو فکشن نگاری میں متعدد دَر وا کر سکتی ہے۔ لیکن ایسا ہو نہیں پایا کیوں کہ ہمارا نقاد وہی تجزیہ کرتا ہے جو اُس کے مفاد میں ہے، اُردو فکشن کے نہیں۔

سلیم شہزاد اس حوالے سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''نجم الدین احمد کا ناول 'کھوج' منظرِ عام پر آیا تو میں متحیر رہ گیا۔ بظاہر اس ناول کی بنیادی خصوصیات رواں نثر، تحیر اور جذبوں کی صداقت ہیں جو قاری کو ہر منظر میں اپنے ساتھ لیے پھرتی ہیں اور وہ خود کو ناول ہی کا ایک کردار سمجھتے ہوئے غیر محسوس طریقے سے ساتھ چلتا نظر آتا ہے۔ جب کہ لکھاری پوری کہانی میں باہر بیٹھ کر تماشا دیکھتا ہے لیکن میرے تحیر کا سبب کچھ اور ہے جو منظوم رومانی داستانوں پر دی جانے والی توجہ ہے اور وہ بھی ایسی داستان پر جو لوک روایت کا حصہ بن کر اسطورہ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اس ناول کے سلسلے میں نجم الدین احمد کو پنجاب، بلوچستان اور سندھ کے مختلف علاقوں کی خاک بھی چھاننا پڑی۔ ()

نجم الدین احمد کے کام کی نوعیت بڑے مختلف انداز کی ہے۔ انھوں نے افسانہ بھی لکھا، ناول بھی لکھا اور دوسری زبانوں سے ترجمہ بھی کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ادب کے حوالے سے ملکی و غیر ملکی اخبارات اور رسائل و جرائد میں مضامین بھی لکھے۔ مستنصر حسین تارڑ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مجھے دکھ ہے کہ القا پبلی کیشنز کی جانب سے شائع کیا گیا نجم الدین احمد کا ناول ''کھوج'' ابھی تک زیرِ بحث کیوں نہیں آیا۔ جب کہ نہایت بوگس شاعری کے مجموعے اور منافقت کے قلم سے لکھے گئے فضول اخباری کالموں کے مجموعے، نقادوں کے تنقیدی مضامین میں ادھم مچاتے ہیں۔ نثر لکھنا ہمیشہ گھاٹے کا سودا رہا ہے۔ نجم الدین احمد بھی اس گھاٹے کا ایک

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

بیوپاری ہے۔اس نے ایک نہایت منفرد ناول تحریر کیا اور اس کا کچھ چرچا نہ ہوا۔بقول رابرٹ فراسٹ :'میں اس راستے پر چلا جس راستے پر کم لوگ چلتے تھے اور یہی مجھ میں اور دوسروں میں فرق ہے۔'نجم الدین احمد میں تمھیں نہیں جانتا لیکن میں تمہارے اگلے ناول کے لیے اپنی آنکھیں فرش پر بچھاتا ہوں۔"()

سہیم

نجم الدین احمد کا ایک اور ناول "سہیم" ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ سہیم کا کردار اپنی بیوی کے موت سے پہلے والے بیان کے بعد ایک شدید نفسیاتی اتھل پتھل میں سے گزرتا ہے جو اُسے ایک شکست خوردہ یا ناکام شخص بنا دیتی ہے۔وہ زندگی کی حقیقتوں اور تلخیوں سے خائف ہو کے نفسیاتی مریض نہیں بنے۔ایک آدمی سکون کی زندگی گزار رہا ہے،اور وہ کردار اپنے گرد بنے گئے جالے میں سے خود نکلتے ہیں، یا نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔وہ وون گف کی تصویروں کی طرح نفسیاتی اُلجھنوں میں گھرے ضرور ہیں، لیکن زندگی سے مفرور نہیں،وہ زندگی کے تسلسل میں یقین رکھتے ہیں۔نجم نے اپنے تیسرے ناول سہیم کے لیے ایسا موضوع منتخب کیا ہے جس میں واقعات ہیں لیکن واقعات کی بھرمار بھی ناول کو پاپولر فکشن کے زمرے میں نہیں لے جاتی۔واقعات کا صرف بیان کوئی ہنروری نہیں،واقعات کو کس ترتیب اور کس موقع پر کھولنا ہی تو فن ہے۔

"سہیم میں نجم مسلسل کَسے ہوئے رسے، یا پھسلن والی چڑھائی پر چلے ہیں جہاں ہر وقت کسی وادی یا گہری کھائی میں گر جانے کا گمان رہتا ہے۔اِس ناول میں مجبوری، ظلم، تشدد، جبر، برداشت،اصول پرستی، بے اصولی، درد، تکلیف، بے وفائی اور بدلہ ہیں۔"()

خاوند کو جب معلوم پڑتا ہے کہ شبِ عُروسی کو اُس کے ساتھ اور لوگ بھی کمرے میں داخل ہوئے تھے تو یہ اُسے نفسیاتی طور پر ریزہ ریزہ کر دینے کے لیے کافی ہوتا ہے اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔ نجم نے اپنے تیسرے ناول سہیم کے لیے ایسا موضوع منتخب کیا ہے جس میں واقعات ہیں لیکن واقعات کی بھرمار بھی ناول کو پاپولر فکشن کے زمرے میں نہیں لے جاتی۔واقعات کا صرف بیان کوئی ہنروری نہیں،واقعات کو کس ترتیب اور کس موقع پر کھولنا ہے ہی تو فن ہے۔ سہیم میں نجم مسلسل کَسے ہوئے رسے، یا پھسلن والی چڑھائی پر چلے ہیں جہاں ہر وقت کسی وادی یا گہری کھائی میں گر جانے کا گمان رہتا ہے۔اِس ناول میں مجبوری، ظلم، تشدد، جبر، برداشت،اصول پرستی، بے اصولی، درد، تکلیف، بے وفائی اور بدلہ ہیں۔خاوند کو جب معلوم پڑتا ہے کہ شبِ عُروسی کو اُس کے ساتھ اور لوگ بھی کمرے میں داخل ہوئے تھے تو یہ اُسے نفسیاتی طور پر ریزہ ریزہ کر دینے کے لیے کافی ہوتا ہے اور وہ زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔

سہیم میں وہ ایک الگ تجربہ کرتے ہیں، جو جدید فکشن میں کیا جاتا ہے۔اِس ناول کی کہانی وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں اُس کا اختتام ہونا چاہیے تھا اور پھر کہانی گھومتی ہے؛ دائروں میں اور کبھی نیم دائروں میں؛ اور قاری ہر دائرے اور قوس کے زاویوں کو ناپتے ہوئے اپنے تجسس کے مہمیز پر چلتے ہی جاتے ہیں۔ نجم کہانی کو کھولنے کے تجربات میں یقین رکھتے ہیں۔ سہیم ایک وڈیرے کے بیٹے ارسلان کی کہانی ہے جس کو عورتوں کی عصمت دری اور اختیارات کا ناجائز استعمال کرنا ورثے میں ملا ہے۔ یہ لوگ دولت کے نشے میں مزدور عورتوں کو جانور سے بھی کم سمجھتے ہیں ان کی عصمت دری کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ان عورتوں کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ارسلان اسی دولت کے نشے میں اپنے گاؤں کے ایک کمہار کی بیٹی ماروی کا اپنے غنڈوں کے ذریعے اٹھا لاتا ہے اور اس کی عصمت دری کرتا ہے اور بعد میں اسی عورت سے اس کی شادی ہو جاتی ہے۔ایک سطح پر ارسلان اوہام کا شکار ہو جاتا ہے۔جب ماروی یہ انکشاف کرتی ہے کہ اس کے تین شوہر ارسلان کے علاوہ اور ہیں۔ناول کے شروع سے آخر تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون سے افراد ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اسے سزا کے طور پر ماروی سے شادی کرنا پڑی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ سزا اس اکیلے کو کیوں دی گئی اس ماحول کو بھی اس کی برابر سزا ملنی چاہیئے تھی جس کی وہ پیداوار ہے۔اس نے تو وہی کیا جو اسے ورثے میں ملا ہے جو اس کو اس کے ماں باپ بھائیوں نے دیا ہے وہ اس معاشرے کو بھی اس میں شریک سمجھتا ہے جو اپنے اوپر ظلم سہتے ہیں اور بغاوت نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ حضور آپ ہی کا مال ہے آپ حکم کریں۔

نجم الدین احمد کے ناول اِس صدی میں لکھے گئے چند اچھے ناولوں میں شمار کیے جاتے ہی۔اُن کے ناولوں میں جمالیاتی پہلو، تکنیکی ہنر وری، زبان کی چاشنی اور سماجی المیوں کی یکجائی دیکھنے کو ملتی ہے جس میں اُنھوں نے وہ رنگ بھرے ہیں جو روایتی نہیں، جو اُن کے ذہن کی قوسِ قزح کا حصہ ہیں۔

جبکہ ان کا ایک دوسرا ناول ''میناجیت'' زیرِ طبع ہے۔اس کے علاوہ وہ مزید دو ناولوں ''پرچھائیاں'' اور ''گرہ'' پر کام کر رہے ہیں۔

نجم الدین احمد کی افسانہ نگاری:

آؤ بھائی کھیلیں:

نجم الدین احمد کا ایک افسانوی مجموعہ ''آؤ بھائی کھیلیں''۲۰۱۳ء میں بک ہوم لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔اس مجموعہ میں کل تیرہ(۱۳)افسانے شامل ہیں۔اس مجموعہ میں شامل اکثر افسانے مؤقر رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔مثلاً:

''بقدرِ جثہ''سہ ماہی''اجراء''کراچی

''تیسری شادی''سہ ماہی''سویرا''لاہور

''داشتہ''سہ ماہی''سویرا''لاہور

''مشکل فیصلہ''سہ ماہی''اجراء''کراچی

''آؤ بھائی کھیلیں''ششماہی''تناظر''گجرات

''پچھتاوا''سہ ماہی''اجراء''کراچی

''خبر''''ادبِ لطیف''لاہور

''مراجعت''ماہ نامہ''لاہور

''کتے کی موت''ششماہی''تناظر''گجرات

''کتے کی موت''افسانہ سہ ماہی''ادبیات''میں ۲۰۱۲ء کے بہترین افسانوں میں شامل ہوا۔اسی طرح ''سب منصور ہیں''۲۰۱۳ء کے سال کے بہترین افسانے میں منتخب ہوا تھا۔

ادیب، مصنف، افسانہ و ناول نگار خالد فتح محمد نے نجم الدین احمد کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا:

''نجم الدین احمد بطور افسانہ نگار اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔اس نے بین الاقوامی افسانے کا وسیع مطالعہ کر رکھا ہے جو اس کی افسانہ نگاری میں واضح طور پر جھلکتا ہے۔اس کے افسانے میں موضوع اور تکنیک پہلو بہ پہلو چلتے ہیں اور وہ کسی مہر بند تکنیک کو اپنانے کی بجائے یہ کام موضوع کو کرنے دیتا ہے۔''()

فرار اور دوسرے افسانے:

نجم الدین احمد کا دوسرا افسانوی مجموعہ ۲۰۱۷ء میں ''فرار اور دوسرے افسانے'' کے نام سے الحمد پبلی کیشنز، لاہور سے چھپا ہے۔جس کے نمائندہ افسانے ''چھینٹیں''، ''آہٹ''، ''منجدھار''، ''فرار''، ''سبب''، ''تعبیر''، ''مات'' اور ''ضرورتوں سے بندھی محبتیں'' کے علاوہ مزید آٹھ افسانے شامل ہیں۔یہ افسانے بھی موقر ادبی جرائد کے صفحات کی زینت بنے تھے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

نجم الدین احمد کے اس افسانوی مجموعے میں سترہ افسانے ہیں۔ یہ افسانے ان کی فکری حساسیت اور فنی پختگی کا مابین ثبوت ہیں۔ اس افسانوی مجموعے میں انھوں نے جن مسائل کو اجاگر کیا ہے وہ مسائل صدیوں سے نسل انسانی کو درپیش ہیں۔ دراصل اس مجموعے میں غربت، بیماری، جاگیردارانہ نظام کی نحوستیں، خودغرضی، دھوکا اور قربانی جیسے مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

ان افسانوں کی فہرست درج ذیل ہے:

۱: چھینٹیں

۲: آہٹ

۳: ڈگر

۴: منجدھار

۵: ناسور

۶: چھٹکارا

۷: فرار

۸: دام

۹: گرداب

۱۰: سبب

۱۱: تعبیر

۱۲: مات

۱۳: حادثے سے سانحے تک

۱۴: قفل

۱۵: چھل

۱۶: اب کوئی کان نہیں دھرتا

۱۷: ضرورتوں سے بندھی محبتیں

اس مجموعے کے بیک فلیپ پر خالد فتح محمد لکھتے ہیں:

”زمستان کے بادل برستے نہیں، رستے ہیں اور اس رسنے میں وہ دکھ، اداسی، مایوسی، بے چینی، خوف، بے یقینی اور بھاری اُداسی کے ساتھ ایک اُمید بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں کہ جب چھٹے تو چمکتی دھوپ کی لہریں دکھ، مایوسی، بے چینی، خوف، بے یقینی اور بھاری اُداسی کے اندھیروں کو روشن کر دیں گی۔ زندگی جوان رستے بادلوں کے بوجھ تلے کونوں کھدروں میں دبک گئی تھی چمکتی دھوپ کی حرارت سے رواں ہو جائے گی۔ نجم کے افسانے بھی زمستانی بادلوں کی طرح ہیں جو انفرادی اور اجتماعی محرومیوں اور ناکامیوں کے چونے کو چمکتی ہوئی امید کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ اُس کے افسانے عصر کی مکاریوں کو نا صرف آئینہ دکھاتے ہیں، معصوموں کی تصویر دکھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ نجم الدین احمد کلاسیکی

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

انداز کا جدید افسانہ نگار ہے جس کے ہاں کہانی حاوی، بیانیہ مضبوط اور تکنیک جدید تر ہے کیوں کہ اُس کی تحریروں کے پیچھے جدید فکشن کا وسیع مطالعہ ہے۔ نجم الدین احمد اُردو افسانے کی ایک عرصے سے خدمت گزاری پر کمربستہ ہے اور وہ خدمت ایک عقیدے کے تحت سر انجام دے رہا ہے۔ اُردو افسانے کی وسعتیں اپنا دامن کشا کیسے اُس کی منتظر ہیں جس طرف وہ ثابت قدمی سے رواں ہے۔()

نجم الدین احمد کی تنقید نگاری:

نجم الدین احمد نے تنقیدی مضامین بھی لکھے۔ جن میں مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری پر ایک تنقیدی آرٹیکل ''مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری اور قربتِ مرگ میں محبت'' کتابی سلسلہ ''حریم ادب'' بورے والا اور ''آبشار'' کے ناول نمبر سے چھپ چکا ہے۔ ایک اور تنقیدی مضمون ''نثری نظم''، ماہ نامہ ''آئندہ'' کراچی سے چھپا، جس میں نجم الدین احمد نے نثری نظم پر لگنے والے الزامات کا مدلل جواب دیا ہے۔ یہ مضمون بعد میں نثری نظم کے حوالے سے مرتب ہونے والی کتاب ''نثری نظم'' میں بھی اویس سجاد نے شامل کیا جو فکشن ہاؤس لاہور سے ۲۰۱۹ء میں شائع ہوئی ہے۔

سلیم شہزاد کے شعری مجموعہ ''ماسوا'' کی پہلی نظم ''شاعری اوڑھنی نہیں'' کا تجزیہ کیا جو ''ماہ نو'' لاہور کے صفحات کی زینت بنا۔ اس کے علاوہ انھوں نے کچھ تنقیدی مضامین کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ ڈیوڈ ڈیورکن کا مضمون ''ہم کیوں لکھتے ہیں'' اور پیٹریشیا مارٹن مونٹرے۔ بیلس ٹروس کا مضمون ''پابلو کولوزندگی کے آئینے میں'' شامل ہے۔ یہ مضامین کتابی سلسلہ ''نقاط''، فیصل آباد میں شائع ہوئے۔

نجم الدین احمد کے تراجم:

نجم الدین احمد نے مختلف زبانوں میں لکھے گئے شاہکار افسانوں کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ انھوں نے فرانسیسی نظم نگار کنڑا ایچ کی ایک نظم کا ترجمہ ''نقشہ'' کے نام سے کیا جو ''نظم نو'' کراچی میں شائع ہوا۔ ان کے تراجم کی یہ کتب منصہ شہود پر آچکی ہیں۔

''بہترین امریکی کہانیاں''، بک ٹائم اردو بازار، کراچی، ۲۰۱۵ء

''نوبل انعام یافتہ ادیبوں کی کہانیاں (۲۰۰۱ تا ۲۰۱۵)'' اکادمی ادبیات، اسلام آباد، ۲۰۱۶ء

''فسانہ عالم'' (منتخب نوبل کہانیاں) عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۹ء،

'عالمی افسانہ (۱) عالمی ادب سے منتخب کہانیوں کے تراجم'' الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء

''پلوتا'' (سرائیکی ناول کا اردو ترجمہ) عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۹ء

''کافکا بر لب ساحل (ہاروکی موراکامی)'' (نوبل انعام یافتہ ناول کا اردو ترجمہ)، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۲۱ء

پاکستان اور انڈیا سے شائع ہونے والے موقر جریدے ''اثبات'' کے عالمی نثری ادب کے سلور جوبلی شمارہ جنوری تا جون ۲۰۲۰ء، شمارہ ۲۴/۲۵ میں ان کی دس کہانیوں کے تراجم شامل ہوئے ہیں۔

نجم الدین احمد کی فکشن پر تحقیقی مقالے:

نجم الدین احمد پر اب تک ایم۔اے اور ایم فل کی سطح پر درج ذیل مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں۔

ا۔ ثمر عباس نے ڈاکٹر محمد نعیم ورک کی نگرانی میں سرگودھا یونی ورسٹی سے ۲۰۱۳ تا ۲۰۱۵ء، ''نجم الدین احمد کی افسانہ نگاری'' کے عنوان سے مقالہ لکھا۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

۲۔ شوکت نذیر نے ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام کی زیر نگرانی اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور، بہاول نگر کیمپس سے ۲۰۱۷ء تا ۲۰۱۹ء، سیشن میں مقالہ بعنوان ”ناول کھوج کا سماجی مطالعہ“ مکمل کیا۔

۳۔ ”نجم الدین احمد کی ادبی خدمات“ ۲۰۱۶ء تا ۲۰۱۸ء، مقالہ نگار شازیہ رفیق نے نگران مقالہ ڈاکٹر سائرہ بانو، یونی ورسٹی آف لاہور، پاکپتن کیمپس سے مکمل کیا ہے۔

ادبی مصروفیات:

مگر اُن کا مزاج نثر نگار کا ہے۔ لہٰذا وہ جلد ہی اپنے فطری مزاج اور میلان میں آ گئے اور نثر لکھنے لگے۔

عہد کے معروف ناول و افسانہ نگار جناب علی حیدر ملک ”آؤ بھائی کھیلیں“ کے فلیپ پر لکھتے ہیں:

”نجم الدین احمد کا خمیر فکشن کی مٹی سے اٹا ہے۔“()

۲۰۰۵ء میں ”حلقہ تحریر و تنقید بہاول نگر“ کی بنیاد رکھی گئی جو بہاول نگر کے ادبی منظر نامے پر ایک اہم پیش رفت تھی۔ نجم الدین احمد اس حلقہ کے ہفتہ وار اجلاسوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان کی تخلیقات تنقید و تجزیہ کے لیے پیش ہوتی رہتی ہیں۔ تادم تحریر اس حلقہ کے ہفتہ وار تنقید کی اجلاس باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔

معاصرین کی آراء:

ذیل میں ان کے فکر و فن کے بارے میں معروف ادیبوں کی آرا کو دیکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ معاصرین ان کے فکر و فن کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

علی حیدر ملک:

”نجم الدین احمد کا خمیر فکشن کی مٹی سے اٹھا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ان کا ناول ”مدفن“ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جو کئی زاویوں سے اہمیت اور غور و فکر کا حامل ہے۔ اس میں بعض نکات ایسے پیش کیے گئے تھے۔ وہ کسی علمی مضمون یا کتابی مطالعہ سے مستعار نہیں تھے۔ بلکہ ان کا تعلق زندگی کے براہ راست مشاہدے سے تھا۔ یہ بات درست ہے کہ علوم ادب کو متاثر کرتے ہیں لیکن یہ بھی درست ہے کہ ادب بھی علوم کو متاثر کرتا ہے۔ عام طور پر فکشن نگار لکھنے کا آغاز افسانہ نگاری سے کرتے ہیں اور بعد میں ناول نگاری کی طرف آتے ہیں۔ لیکن نجم الدین احمد نے پہلے ناول لکھا بعد میں افسانہ نگاری کی طرف آئے۔ ”آؤ بھائی کھیلیں“ کی کہانیوں میں تنوع ہے۔ موضوعات، ماحول اور کرداروں کا بھی۔ تمام موضوعات اور کردار اپنے عہد کے حالات اور ارد گرد کے ماحول سے لیے گئے ہیں۔ عام طور پر یہ بات ہر افسانہ نگار کے بارے میں کہی جاتی ہے اور یہ کچھ غلط بھی نہیں کیوں کہ افسانہ نگار کے لیے اپنے عہد اور ماحول سے آنکھیں چرانا ممکن نہیں ہے۔ مگر دیکھنے کی بات یہ ہوتی ہے کہ لکھنے والے کا مشاہدہ کتنا تیز ہے اور مسائل کی تہ میں اترنے کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ کرداروں کو زندہ کرنے کی اہمیت سے بھی بہرہ ور ہے یا نہیں۔ اس لحاظ سے نجم الدین احمد کامیاب قرار دیے جائیں گے۔ وہ مسائل کی تہ میں اترنے اور کرداروں کو زندہ کر دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔“()

سلیم شہزاد:

”نجم الدین احمد ایک ایسے ناول نگار کے طور پر سامنے آیا ہے جس نے عورت اور مرد کے تعلقات کی باریک بینی کو اپنے ناول ”مدفن“ میں اس سلیقے سے پیش کیا ہے کہ انسانی احساسات کی سطح رشتوں کی دراڑ میں پھنسی نظر آتی ہے۔ حسیت اور اجنبیت کے دوراہے پر کھڑی شناخت تلاش کرتی نظر آتی ہے۔ نجم الدین احمد نے اپنے ناول میں معاشرتی برائیوں کو بھی بے نقاب کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ معاشرہ بے انصافی اور بدعنوانی سے پاک ہو اور بالخصوص مسیحائی جیسے پیشے میں مسیحا اپنے کردار کے حوالے سے منفرد نظر آئیں۔ نجم الدین احمد نے جس طرزِ احساس میں اپنے ناول کے کرداروں کی ہیجانی و نفسیاتی کیفیات کے ساتھ ساتھ بیماریوں کی جو معلومات فراہم کی ہیں وہ بھی

اس بات کی داعی ہیں کہ انھوں نے اس ناول میں ایک بہت بڑے المیے کو بہت محنت کے ساتھ سمویا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناول پڑھنے والوں کو ایک نئے طرز احساس زندگی سے آشنا کرے گا۔"()

عزیز بدر ہاشمی:

"جوں جوں انسان پروان چڑھا اور مادی ترقی سے ہم کنار ہوا، ناآسودگی کی کسک بڑھتی گئی اور وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتی گئی۔ انسانی نفسیات پر عبور کار دشوار ہے مگر کچھ لوگ علم کی ان گتھیوں کو سلجھانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں نیا نام نجم الدین احمد ہے۔ امید ہے کہ جس طرح اس نے انسانی نفسیات کے ایک پہلو کو روشن کیا ہے، آنے والے کل میں وہ بہت سے راز افشاں کرے گا۔ میری نیک خواہشات اس کے ساتھ ہیں۔"()

اجمل اعجاز:

"نجم الدین احمد میرے پسندیدہ قلم کار ہیں۔ وہ نا صرف ایک اہم افسانہ نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں بلکہ ناول اور ترجمہ نگاری میں بھی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کا افسانوی مجموعہ "فرار اور دوسرے افسانے" میرے پیش نظر ہے۔ نجم الدین احمد کے افسانے افسانے کی بنیادی ضرورت یعنی کہانی سے مرصع ہیں اور کہانی بھی وہ جو انتہائی باریک بنت کاری، بھرپور تجسس، مضبوط بیانیہ، جاندار کردار نگاری اور حیرت انگیز جزویات نگاری کی بنیاد پر کھڑی ہو۔ وہ اپنی ہر کہانی میں کہانی کی ضرورت کے مطابق تکنیک کا استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ان کا افسانہ "حادثے سے سانحے تک" مکمل طور پر مکالموں پر مشتمل ہے۔ ان کا افسانہ "تھل" جزویات نگاری کی عمدہ مثال ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار ایک کمھار ہے اور وہ جو ظروف بناتا ہے ان میں ناندوں، مشکوں، چاٹیوں، صراحیوں، پراتوں، کھریوں، پیالوں، کٹوروں، گملوں، گھگھو گھوڑوں، کجیوں ٹھٹھیوں جیسے ظروف کی تفصیل حیرت انگیز ہے۔ افسانہ "منجدھار" دل چسپی کے ساتھ تجسس قائم رکھنے کی بہترین مثال ہے۔ اس افسانے کی آخری سطر کہانی کو کھولتی ہے۔ کتاب میں شامل ان کے افسانے چھینٹیں، گرداب، فرار، حادثے سے سانحے تک، آہٹ اور مات، بین الاقوامی معیار کے افسانے ہیں جو دوسری زبانوں میں ترجمہ کے متقاضی ہیں۔"()

علیزے کا نجف نجم الدین احمد کے بارے میں کہنا ہے:

"یہ ایک ادیب شاعر اور مترجم ہیں، تنقید و تحقیق کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں اگرچہ انھوں نے اس صنف میں زیادہ کام نہیں کیا، ان کی شخصیت کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے دوسروں کی نظروں سے دیکھنے کے بجائے ہمیشہ دنیا کو اپنی نظر سے دیکھا اور اپنی رائے قائم کی یہی وجہ ہے کہ ہندوپاک میں تخلیق کئے جانے والے اردو ادب پہ ان کی گہری نظر ہے انھوں نے اس حوالے سے کئی طرح کے اعتراضات کا اظہار کیا ہے جو کہ واقعی ادبی بساط پہ قابل توجہ ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔"()

خلاصہ:

نجم الدین احمد پاکستان کے معروف افسانہ نگار، ناول نگار اور مترجم شاعر ہیں۔ ان کا تعلق بہاولنگر سے ہے۔ وہ 2 جون 1971ء کو بہاولنگر میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی اور انگریزی ادب میں ایم اے کیا۔ ستمبر 1993ء سے محکمہ مال پنجاب میں ملازم ہیں۔ وہ ایک خوش گوار زندگی جی رہے ہیں اور ان کے بیوی بچوں سے مثالی تعلقات ہیں۔

انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کئی سال پہلے شاعری سے کیا۔ ان کی نظمیں مختلف نامور جرائد میں شائع ہوئیں۔ کچھ عرصے کے بعد وہ نثر نگاری کی طرف متوجہ ہوئے اور یہاں افسانوی ادب سے ایسا تعلق بنایا کہ وہ اب بھی قائم رہے۔ ان کی شاعری کی طرح ان کے نثری کام کو بھی پذیرائی ملی اور ان کی مختصر کہانیاں بھی موجودہ دور کے تمام اعلیٰ ادبی جرائد میں شائع ہوئیں۔ نجم الدین ایک متحرک ادیب ہیں جن کی تقلید کی جانی چاہیے۔۔ ان کی افسانہ نگاری کے ساتھ ساتھ ان کے تراجم بھی تحسین کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور یہ تراجم اردو میں بھی ہیں۔ وہ روزناموں کے صفحات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ افسانہ نگاری کے ساتھ ساتھ وہ بعض تنقیدی اسالیب پر بھی عبور رکھتے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اب تک ان کی کل تیرہ کتب منصہ شہود پر آچکی ہیں، جن میں سے آٹھ تراجم کی ہیں۔اِس کے علاوہ طبع زاد کتب میں تین ناول علی الترتیب مدفن، کھوج اور سہیم اور دو افسانوی مجموعے علی الترتیب آؤبھائی کھیلیں اور فرار اور دوسرے افسانے شامل ہیں۔ دو ناول مینا جیت اور پر چھائیاں اور ایک افسانوی مجموعہ، جس میں دو ناولٹ اور پانچ سات افسانے شامل ہوں گے، زیر طبع ہیں۔ان کی ایسی کوئی بھی کتاب نہیں جسے مناسب پذیرائی نہ ملی ہو۔

نجم الدین صاحب کا شمار ان ادیبوں میں ہوتا ہے جو بے بنیاد جھوٹی شہرت کی خواہش کرنے کے بجائے اپنی تخلیقات کا معیار اس حد تک بلند کرنے پہ یقین رکھتے ہیں کہ قاری خود بخود ان کے سحر کا اسیر ہو جائے جو زمانے کی تلخ حقیقتوں سے نظریں چرانے کے بجائے اس کا سامنا کرنے پہ یقین رکھتے ہیں۔انھوں نے ہمیشہ ادب کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی ہے،ان کی کاوشیں اردو ادب کے لیے ایک سرمایہ ہیں۔

حوالہ جات

نجم الدین احمد،انٹرویو(راقمہ)بمقام ماڈل ٹاؤن، بہاول نگر، مورخہ ۲۰ مئی ۲۰۲۳ء

ایضاً

https://hamariduniyanews.com/interview-najam-uddin-ahamd-with-alizey-najaf/25-03-2023/ 8:15PM

ایضاً

ایضاً

https://hamariduniyanews.com/interview-najam-uddin-ahamd-with-alizey-najaf/25-03-2023/ 8:15PM

ایضاً

https://hamariduniyanews.com/interview-najam-uddin-ahamd-with-alizey-najaf/25-03-2023/ 8:15PM

ایضاً

ایضاً

بحوالہ:(راقمہ)، خالد فتح محمد، تاثرات متعلق نجم الدین احمد، بذریعہ واٹس ایپ، مورخہ ۳ مئی ۲۰۲۳ء، بوقت ۱۱ بجے دن

نجم الدین احمد،انٹرویو(راقمہ)بمقام ماڈل ٹاؤن، بہاول نگر، مورخہ ۲۰ مئی ۲۰۲۳ء

ایضاً

ایضاً

https://hamariduniyanews.com/interview-najam-uddin-ahamd-with-alizey-najaf/25-03-2023/ 8:15PM

Ibd

https://ijrakarachi.wordpress.com/2012/07/01 اجراء-جولائی-تا-ستمبر-2012ء-کتابی-سلسلہ-03-25/11-

PM9:15/2023

ماہ نامہ، عوامی منشور، کراچی، مارچ ۲۰۰۲ء

نجم الدین احمد، انٹرویو(راقمہ) بمقام ماڈل ٹاؤن، بہاول نگر، مورخہ ۲۰ مئی ۲۰۲۳ء

علی حیدر ملک، نجم الدین احمد کے افسانے، لاہور، بک ہوم، ۱۶ ستمبر ۲۰۱۴ء، ص:۸

سلیم شہزاد، حسی اجنبیت کا خوف، ۱۲ فروری ۲۰۰۷ء، ص:۸

مستنصر حسین تارڑ، شہر مدفون اور جاگے ہیں خواب میں (اخباری کالم مشمولہ روزنامہ نئی بات لاہور، ۲۹ جنوری ۲۰۱۷ء

https://hamariduniyanews.com/interview-najam-uddin-ahamd-with-alizey-najaf/25-03-2023/ 8:15PM

خالد فتح محمد، تاثرات متعلق نجم الدین احمد کی افسانہ نگاری، برقی پیغام مورخہ ۱۵ مارچ ۲۰۲۳ء

خالد فتح محمد، بیک فلیپ، مشمولہ: فرار اور دوسرے افسانے از نجم الدین احمد، لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۲۰۱۷ء

خالد فتح محمد، نجم الدین احمد کے افسانے، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء (فلیپ)

علی حیدر ملک، نجم الدین احمد کے افسانے، لاہور، بک ہوم، ۱۶ ستمبر ۲۰۱۴ء، ص:۸

سلیم شہزاد، حسی اجنبیت کا خوف، ۱۲ فروری ۲۰۰۷ء، ص:۸

بدر ہاشمی عزیز: خواب، لاہور، بک ہوم، لاہور، ۲۰ فروری ۲۰۰۷ء، ص:۱۰

https://www.humsub.com.pk/475663/fatima-kazim-2//5-03-20238:35PM

https://hamariduniyanews.com/interview-najam-uddin-ahamd-with-alizey-najaf

حوالہ جات/25-03-2023/ 8:15PM